سرحد پار
ملائکہ قدیر
novelsclubb
:Read with laiba
03257121842

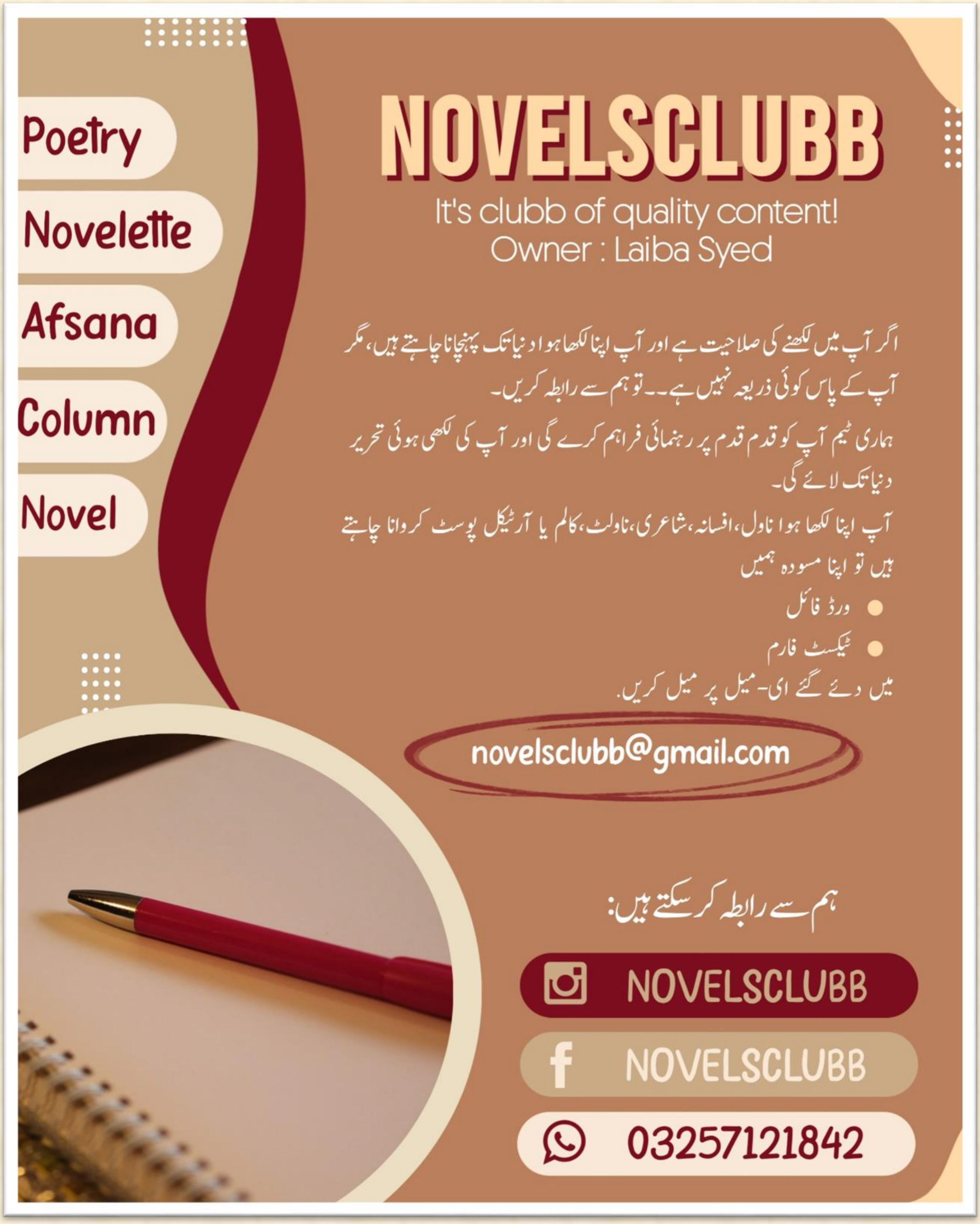
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

سرحد پار

از قلم

ملائکہ قدیر

Clubb of Quality Content

ناول "سرحد پار" کے تمام جملہ حق لکھاری "ملائکہ قدیر" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

سنو!

کیا تم نے کبھی سرحد دیکھی ہے۔۔۔؟؟

سرحد کے پار اپنا گھر ہوتا ہے

کچھ اجنبی سی خوشیاں،

کچھ شناسا غم ہوتے ہیں

تھوڑے پرائے سے اپنے

کچھ اپنوں جیسے پرائے ہوتے ہیں

جبکہ سرحد کے دوسرے پار

گھائل کرنے والا، جانی دشمن

کانٹوں والی باڑ، خندقیں اور پہرے دار

میں بھی آج ایک ایسی سرحد پر کھڑا ہوں

میری اور تمہاری محبت کی سرحد

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرحد کے اس پار میرا سب کچھ ہے

کامیابیاں، کامرانیاں، شادمانیاں

عزت، دولت شہرت کے سکھ

مگر سرحد کے اُس پار

گھات لگائے بیٹھی ایک دشمن محبت

زندہ، قید اور قفس

رسوائیوں کی خندق

اور بدنامیوں کی خاردرتار

اور میں ڈھلتی شام کے سائے تلے

اس سرحد کے بیچ کھڑا ہوں

یہ سوچ رہا ہوں کہ واپس لوٹ جاؤں

یا محبت کی یہ سرحد پار کرلوں

کیونکہ سرحد کے اس جانب میرا سب کچھ ہے

اور سرحد کے اُس پار تم ہو۔۔۔۔۔

دہلی؛مہرولی گاؤں

Mehrauli is one of the safest places to live in Delhi.

مہرولی کا سورج، قطب مینار کی سرخی مائل پتھروں پر جھلکتا ہے، جیسے صدیوں کی کہانیاں سنا رہا ہو۔ یہ کہانیاں شاہی عروج سے لے کر مغل سلطنت کے زوال تک، ہر پتھر میں نقش ہیں۔

مگر آج، اس تاریخی علاقے کی خوبصورتی کے پیچھے چھپا ایک دردناک راز ہے، ایک خاموشی جو ہوا میں لٹکی ہوئی ہے۔ ایک پرانا، خستہ حال گھر ، جس کی دیواریں وقت کی مار سے کھائی ہوئی ہیں، ایک لڑکی کا قید خانہ ہے۔ وہاں، مہرولی کی گنگناہٹ اور شور شرابہ سے دور، ایک

تنہائی کا سامراجی راج ہے۔اس لڑکی کی سنہری آنکھیں،دو گہرے تالاب ہیں، جن میں درد کا ایک بے انتہا سمندر چھلکتا ہے۔اس کی خاموشی،ہزاروں لفظوں سے زیادہ باتیں کرتی ہے۔ہر ساکت لمحہ ، گزرے ہوئے وقت کی ایک دردناک یاد ہے۔وہ اپنی قید میں ہے، مگر اس کی روح آزاد ہے،اس کی امیدیں اب بھی زندہ ہیں، مگر خاموشی میں گُم ہو چکی ہیں۔یہ خاموشی اس عمارت کی ہر دیوار میں گونجتی ہے،ہر پتھر اس کے دکھ کو محسوس کرتا ہے۔

مہرولی کی تاریخ اس لڑکی کی تاریخی تنہائی سے گہرا رابطہ رکھتی ہے۔

قطب مینار کی بلندی اور اس لڑکی کی قید ایک ناقابلِ فہم تضاد پیدا کرتی ہے۔ایک طرف تو عظمت اور تمدن کی بلند عمرانی ہے،دوسری طرف ایک معصوم روح کی قید اور مایوسی۔یہ تضاد ہی مہرولی کی روح کا ایک اہم جز و بن جاتا ہے،ایک ایسا راز جو صدیوں تک اس گاؤں کی خاموشی میں گونجتا رہے گا۔اس لڑکی کی کہانی،مہرولی کی زیادہ گہری اور دردناک تفسیر پیش کرتی ہے،ایک ایسی تفسیر جو دل میں گہری چبھن چھوڑ جاتی ہے۔اس لڑکی کی قید مہرولی کی تاریخ کا ایک گہرا اور دل کو چھو جانے والا جز و بن چکی ہے، جسے بھولنا ناممکن ہے۔

"مجھے یہاں سے نکالیں، ک۔۔۔ کو۔۔۔ کوئی ہے؟ کوئی سا۔۔ سن رہا ہے ک۔۔ کیا؟؟"اس کی آواز لرز رہی تھی، خوف اور بے بسی کی گونج میں ڈوبی ہوئی، جیسے ہر لفظ خلا میں گم ہو کر واپس نہ آرہا ہو۔ دل میں بے چینی تھی، ہر دھڑکن موت کی گھنٹی کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔ آنکھوں سے بہتے آنسو غم کی گہرائی میں غرق ہو گئے تھے، اور لبوں سے بس یہی دعا نکل رہی تھی:

"یا اللہ، میری مدد کر، مجھے اپنی روشنی دے، اس درد کے اندھیروں میں۔ کیا میری تقدیر میں یہی ہے؟ کیا کوئی ستارہ نہیں چمکے گا؟" تمام امیدیں مٹی میں مل رہی تھیں اور وہ بے بس، بے گلہ ہو چکی تھی۔

Clubb of Quality Content

یہ تذبذب، یہ بے حسی، سب کچھ مل کر اس کی حقیقت بن چکا تھا، اور وہ اس میں غرق ہو چکی تھی، بے ارادہ، بے طاقت، بے شمع۔"

وہ ایک تاریک اور نم کمرے میں بیٹھی تھی، جہاں سیلن سے بھیگے دیواریں اور ٹوٹا پھوٹا فرش اس کی تنہائی کا عکاس تھے۔ مدھم بلب کی ہلکی سی روشنی کمرے کو اور بھی اذیتناک بنا رہی

تھی، جیسے ہر چیز اسے مزید دبا کر رکھنا چاہتی ہو۔ کھانے کی ٹرے ویسے کی ویسی پڑی تھی، اور ہوا میں ایک سڑی ہوئی بدبو تھی، جو کمرے کی سالوں سے بند رہنے کی گواہی دے رہی تھی۔

کمرے کی ہر چیز بکھری ہوئی تھی، جیسے وہ خود بھی ٹوٹ چکی ہو۔ اس کی روح اس تنگ اور گھٹن والے کمرے میں قید تھی، جہاں ہر لمحہ درد کی شدت بڑھتی جا رہی تھی، اور ایسا لگتا تھا کہ اس کی تکلیف کبھی ختم نہ ہوگی۔

اس کی آنکھوں کے سامنے ایک رشتہ طے ہو رہا تھا، لیکن اندر ایک طوفان تھا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ فیصلہ قبول نہیں کر سکتی، اور دل کی گہرائیوں میں دعا کر رہی تھی کہ کوئی اس کی فریاد سن لے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

"میں شادی نہیں کر سکتی، آپ کے بیٹے سے، یہ ایک مسلم اور ایک غیر مسلم کے درمیان نہیں ہو سکتا۔"

اس کے الفاظ میں بے بسی اور مایوسی واضح تھی۔

وہ اپنی روح کی گہرائیوں سے دعا کر رہی تھی، "یا اللہ، مجھے اس عذاب سے نکال لے۔" کمرے میں اس کی آواز مدھم پڑتی جا رہی تھی، جیسے ہر لفظ خلا میں گم ہو رہا ہو، اور کوئی نہیں سن رہا۔ اس کا درد ہر لمحے بڑھ رہا تھا، اور ایسا لگتا تھا کہ دنیا نے اسے نظر انداز کر دیا ہو، جیسے اس کی چیخیں، اس کی فریادیں کسی کے کانوں تک نہ پہنچ رہی ہوں۔

وہ اکیلی تھی، ہر طرف سناٹا، جیسے اس کی تکلیف کا کوئی حساب نہ ہو، جیسے اس کا درد بے معنی ہو۔ وہ رب کے سامنے سر جھکائے، "یا اللہ، میری مدد کر، میری سانسیں تک تنگ ہو رہی ہیں، میں اس عذاب سے باہر نکلنا چاہتی ہوں۔" اس کا دل آسمان تک اپنی فریاد پہنچانے کی جدوجہد میں تھا، مگر پھر بھی ایسا لگتا تھا کہ اس کی دعائیں صرف ہوا میں تحلیل ہو رہی ہوں، جیسے کوئی نہیں ہے جو اس کی مدد کرے۔

اس کی آنکھوں میں ایسی خاموش تکلیف تھی جو الفاظ سے باہر تھی، جیسے درد چھپ کر رہ گیا ہو۔"کیا کوئی ہے جو میری تکلیف سمجھے؟" یہ سوال دل میں گونج رہا تھا، مگر جواب کہیں نہیں تھا۔

اسی لمحے، کمرے میں موجود کیمرے میں "دو اوشن بلو آنکھیں" اس کی تکلیف کو محسوس کر رہی تھیں، اور اس کی جدوجہد کو دیکھ رہی تھیں، جیسے کوئی نادیدہ طاقت اس کے اندر کی ہلچل کو سمجھ رہی ہو۔ جیسے کوئی اس کے اندر کے دکھ کی گہرائی کو جاگتا ہوا محسوس کر رہا ہو۔۔۔۔

Clubb of Quality Content

لیکن پھر ایک حقیقت نے اس کے دل کی دھڑکن روک دی: "شاید میں اکیلی نہیں ہوں، وہ ہمیشہ میرے ساتھ تھا۔" یہ خیال آسمانوں سے آیا، اور اس کے دل میں روشنی کی لہر دوڑ گئی۔

اس نے آنکھیں بند کیں اور محسوس کیا کہ وہ اپنے رب کے قریب ترین لمحے میں ہے۔ وہ جان چکی تھی کہ صرف اللہ ہی اس کی تکلیف جانتا ہے، اور آزادی کا راستہ ایمان سے گزرتا ہے۔

اب اس کی دعائیں صرف الفاظ نہیں، بلکہ ایک جنگ کا اعلان بن چکی تھیں، جہاں اسے اپنی تقدیر اور روح کی آزادی کے لیے لڑنا تھا۔

کراچی:

گھر کی فضا میں ایک غمگین خاموشی چھائی ہوئی تھی، جیسے ہر کمرہ، ہر دیوار اپنے اندر ایک کہانی چھپائے ہوئے ہو۔ کمرے کی مدھم روشنی میں، گزرے ہوئے لمحوں کی چپ چاپ گواہیاں اور پرانی یادیں ساکت ہو کر رہ گئی تھیں۔ کھڑکی سے آتی ہلکی سی ہوا بھی جیسے اُس لمحے کی بے سکونی کو نہیں مٹا پا رہی تھی، جو دل میں چھایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دو دن ہو چکے تھے، اور ناہید بیگم کی روح میں ایک بے نام سی اضطراب کی لہر دوڑ رہی تھی۔ اور ہر گزرتا لمحہ جیسے اُن کے دل میں ایک نیا سوال کھڑا کر دیتا۔ "کہیں کچھ غلط تو نہیں ہو گیا؟" یہ سوال ان کے ذہن میں بار بار گونجتا، جیسے ہر لمحہ ان کی سکون کی امیدیں اور خواہشیں ختم ہوتی جا رہی ہوں۔

انہوں نے اپنے دل کو تسلی دینے کی بہت کوشش کی، مگر ہر بار ایک گہری تشویش اُبھرتی، "شاید میری بیٹی کسی مشکل میں ہو، شاید وہ کہیں تنہا ہو، یا کوئی تکلیف اس کا پیچھا کر رہی ہو۔" ان کے اندر ایک غمگین خوف تھا جو ہر لمحے کے ساتھ بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ سوچتیں کہ کیا وہ اُس کی تکلیف کو دور کرنے کے لیے کچھ کر سکتی ہیں؟ کیا وہ کسی طرح اس کے درد کو محسوس کر کے اُسے سکون دے پائیں گی؟

ان کی آنکھوں میں بے بسی اور دل میں ایک کرب تھا، جو الفاظ بیان نہیں کر سکتے تھے کہ اس ماں کا دل اپنی اولاد کی سلامتی کے لیے کس قدر تڑپ رہا تھا۔ جو اس وقت بس اپنی اولاد کی

سلامتی چاہتی تھیں، جیسے اس گہری بے چینی میں کچھ ایسا تھا جو کبھی ختم نہ ہو۔ کیونکہ ماں کی بے لوث محبت ایک ایسی چیز ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔

وہ جانتی تھیں کہ نوال کام میں اتنی ڈوب جاتی ہے کہ کبھی کبھار فون کرنا بھی بھول جاتی ہے، لیکن ایک ماں کا دل تو سکون نہیں پا رہا تھا۔ ہر لمحہ اس کے سینے پر ایک بے قراری کی آگ جل رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پریشانی کی شدت نے شہریار کا نمبر ڈائل کرنے پر مجبور کیا۔ فون کی گھنٹیاں اس کے بے چین دل کی دھڑکنوں کی مانند تھیں۔

"السلام علیکم خالہ، کیسی ہیں آپ؟" شہریار کی آواز میں نرمی اور پیار تھا۔

"وعلیکم السلام، جیتے رہو بیٹا، میں ٹھیک تو ہوں، لیکن دل کچھ بے چین ہے۔" ناہید بیگم نے نرم لہجے میں کہا، مگر ان کی آواز میں اضطراب کا سایہ صاف جھلک رہا تھا۔

"بیٹا، تمہاری نوال سے بات ہوئی؟ دو دن ہو گئے ہیں، اور میں نے بار بار فون کیا، لیکن وہ نہیں مل رہی۔"

شہریار نے تسلی دینے کی کوشش کی، "ارے خالہ، آپ پریشان کیوں ہو رہی ہیں؟ آپ کو تو پتہ ہے وہ کتنی محنت کرتی ہے، کتنی مصروف رہتی ہے۔ کبھی کبھی وہ کام میں اتنی گھر جاتی ہے کہ فون کرنا یاد ہی نہیں رہتا۔"

(لیکن ناہید بیگم کی سانسیں تیز ہو گئیں۔ اس کے دل میں ایک گہرا سوال اُبھر آیا، "کیا وہ ٹھیک ہے؟ کیا وہ کسی مشکل میں تو نہیں پھنسی ہوئی؟" خود کو تسلی دینے کی کوشش کی، لیکن ایک ماں کا دل ہمیشہ فکر میں گم رہتا ہے۔)

"ہاں بیٹا، مجھے پتہ ہے وہ کام میں کتنی مگن رہتی ہے، لیکن ماں کا دل ہے نا، پریشان ہو ہی جاتا ہے۔ وہ پرائے ملک میں تنہا ہے، میں نے اُسے کئی بار سمجھایا تھا کہ اپنا خیال رکھے، لیکن وہ کسی کی نہیں سنتی۔" ان کی آواز میں ایک بے بسی تھی۔

شہریار نے پھر سے تسلی دی، "چلیں خالہ، آپ فکر نہ کریں، وہ جب فارغ ہو گی، خود ہی آپ سے بات کر لے گی۔ ابھی پریشانی والی اتنی بات نہیں وہ بس مصروف ہو گی۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

ٹھیک ہے بیٹا، اللہ تمہیں خوش رکھے، اور نوال کو بھی اپنے حفظ و امان میں رکھے، آمین۔

"شکریہ خالہ! آپ بھی اپنا خیال رکھیں اور پریشان نہ ہوں" اس نے نرمی سے کہا۔

شہریار نے فون بند کرتے ہی ایک گہری سانس لی اور مسکرا کر سوچا، "نوال میڈم، تم جتنا بھی آزاد ہو، آخر کار میرے پنجرے میں آنا ہے۔" ہنستے ہوئے وہ باہر نکلا، جیسے ایک آوارہ گرد، اپنی زندگی بے فکر انداز میں جینے کی کوشش میں تھا۔ اُس کا دل آزاد تھا، اور وہ زندگی کی پریشانیوں سے آزاد ہو کر محض عیش میں ڈوبا ہوا تھا، نوال کی کوئی فکر نہ تھی۔

اور دوسری طرف ناہید بیگم کی آنکھوں میں تشویش کا سایہ تھا، اور شہریار کی تسلی بھی کام نہ آئی۔ ان کا دل بس یہی سوال کر رہا تھا، "کیا نوال واقعی ٹھیک ہے؟" بے چینی ان کی روح میں گونج رہی تھی، جیسے کوئی ناگفتہ سوال مسلسل ان کے کانوں میں گونج رہا ہو۔

ان کی آنکھوں کے سامنے "نوال کی ہر چھوٹی بڑی بات، ہر پسندیدہ چیز، اور ہر وہ لمحہ گھوم رہا تھا جو کبھی اُن کے درمیان تھا۔ وہ بے تکلف باتیں، جو نوال اپنی ماما سے کرتی تھی، جیسے اس کی مسکراہٹیں ہر گوشے میں گونج رہی ہوں۔ نوال کا پسندیدہ کھانا، جو وہ ہمیشہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کے لیے پکاتی تھیں، اور پھر اُس کی ہنسی، جو گھر کی فضاء کو زندہ کر دیتی تھی۔۔۔" سب کچھ اُن کی آنکھوں میں ایک دھندلے منظر کی طرح ابھرا۔

وقت کا پہیہ تیزی سے گھوم رہا تھا اور وہ اپنی بیٹی سے دور تھیں، بے سکون، دعا گو، اور بے چین۔

ناہید ظفر خان اور شمائلہ فاروق خان، دو بہنیں تھیں، جن کی زندگیوں کی راہیں مختلف تو تھیں، مگر اُن کی تقدیر ہمیشہ ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھی۔

ناہید بیگم کا مزاج سادہ، پُر امن اور مضبوط تھا۔اُن کی شادی اپنے والد کے دوست کے بیٹے سے ہوئی تھی، اور ان کے دو بچے تھے: کامران ظفر خان اور نوال ظفر خان۔

کچھ سال پہلے اُن کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا، مگر ناہید بیگم نے کبھی خود کو کمزور نہیں ہونے دیا۔اُنہوں نے اپنے بچوں کی بہترین تربیت کی، اور آج کامران ایک کامیاب مائیکروسافٹ انجینئر ہے، اور نوال اپنی محنت اور قابلیت سے ایک ممتاز صحافی بن چکی ہے۔ناہید بیگم نے اپنی زندگی کے تمام مشکلات کے باوجود اپنی اولاد کو خوابوں کی حقیقت میں بدل دیا تھا۔یہ دونوں اب اپنی ماں کے لئے مضبوط سہارا تھے۔

دوسری طرف، شمائلہ فاروق خان کی زندگی کی راہ تھوڑی مختلف تھی۔ بچپن سے ہی وہ تھوڑی تیز مزاج کی تھی، اور اپنے فیصلوں میں خود مختار۔اُس نے اپنی زندگی کی محبت کو خود

منتخب کیا، اور اپنے کلاس فیلو سے شادی کی، جس سے اُن کا اکلوتا بیٹا شہریار خان تھا۔ شہریار کی شخصیت بھی اپنی ماں کی طرح بے باک تھی، آزاد، پر جوش اور ہمیشہ اپنے راستے پر چلنے والا اور اپنی من مانی کرنے والا۔

جب نوال بیس سال کی ہوئی، شمائلہ نے اُس کا ہاتھ شہریار کے لئے مانگ لیا، اور یہ رشتہ دونوں خاندانوں کی رضامندی سے طے پایا۔ نوال اور شہریار کی منگنی ہوئی اور دونوں خاندانوں میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لیکن اس خوشی کے پیچھے کہیں ایک سوال بھی چھپتا تھا: کیا یہ رشتہ صرف ایک رسمی بندھن ہوگا، یا یہ ایک ایسی کہانی بنے گا جس میں محبت اور سمجھداری کی گہری جڑیں ہوں گی؟

ناول کلب
Clubb of Quality Content

وقت کی دھار میں رشتہ کیسے پروان چڑھے گا، یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ "زندگی کے ہر رشتہ میں کچھ کٹھن راہیں اور خوبصورت لمحے ہوتے ہیں، جو حقیقت کا پتا دیتے ہیں۔" دونوں خاندانوں کے درمیان یہ رشتہ نئی امیدوں اور سوالات کا آغاز بننے جا رہا تھا، جو محبت، قربانی، اور سمجھداری کے راستے سے اپنی منزل تک پہنچے گا۔

زندگی کے ہر رشتہ میں ایک گہری سچائی چھپی ہوتی ہے، جو وقت کی دھوپ اور سرد ہواؤں میں جلا کرتی ہے۔ وہ سچائی خاموشی میں چھپی رہتی ہے، مگر جب سامنے آتی ہے، تو دلوں میں سرایت کر جاتی ہے۔ یہ سچائی دکھ اور خوشی کے لمحوں میں محسوس ہوتی ہے اور رشتہ کو نیا روپ دیتی ہے۔

یہ سچائی انسان کو اپنے آپ، اپنی حقیقت اور رشتے سے جڑنے کا اصل احساس دیتی ہے۔ جب یہ دل میں اُترتی ہے، سب کچھ بدل جاتا ہے۔ رشتے اور محبت اس وقت تک نہیں ہوتے جب تک انسان ایک دوسرے کو دیکھتا یا سمجھتا ہے، بلکہ تب ہوتے ہیں جب انسان ایک دوسرے کی خاموشیوں، دکھوں، اور قربانیوں کو دل سے محسوس کرتا ہے۔ یہی وہ گہری سچائی ہے، جو وقت کے ساتھ اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے، اور جب وہ سامنے آتی ہے، تو وہ انسان کو ایسا ہلا دیتی ہے کہ وہ اپنے رشتوں اور کیے گئے فیصلوں کو نئے سرے سے سمجھنا شروع کرتا ہے کہ کہاں کہاں اُس سے غلطیاں ہوئیں۔۔۔۔

اور اب یہ وقت ہی بتائے گا کہ کب اور کس کی سچائی سامنے لانی ہے، کیونکہ سچ ہمیشہ اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوتا ہے۔۔۔۔

____

دہلی؛وسنت کُنج

Vasant Kunj is considered a very posh area in Delhi, known for its luxurious bungalows, high-end amenities, and reputation as a prime residential location for affluent individuals; it's often listed among the top posh areas in South Delhi.

وسنت کنج دہلی کا ایک انتہائی پُرکشش اور رہائی فائی علاقہ ہے، جہاں شہر کی تمام خوبیاں یکجا ہو گئی ہیں۔ یہ مقام نہ صرف اپنے جدید انفراسٹرکچر اور شاندار عمارات کے لیے مشہور ہے، بلکہ

یہاں کی سکونت اور اعلیٰ معیار زندگی بھی بے مثال ہے۔ وسیع سڑکیں، سرسبز پارک، اور خوبصورت رہائشی کمپلیکس اس علاقے کی شان بڑھاتے ہیں۔ یہ علاقہ دہلی کے دل کی مانند ہے۔

یہاں کے فائیو اسٹار ہوٹل، عالمی معیار کے شاپنگ مالز اور مہنگے ریستوران اسے ایک حقیقی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں جہاں ہر آسائش اور سہولت موجود ہے۔ وسنت کنج کی فضا میں ایک خاص کشش ہے، جہاں جدیدیت کا ہر پہلو عیاں ہے اور ساتھ ہی ایک پر سکون ماحول بھی پایا جاتا ہے۔ رات کے وقت، جب اس علاقے کی روشنیاں چمکنا شروع ہوتی ہیں، تو یہ ایک خوابناک منظر پیش کرتا ہے، جس میں ہر گوشہ خوشحال اور کامیاب زندگی کا عکاس بن کر سامنے آتا ہے۔ یہاں کی زندگی کے ہر پہلو میں شرافت، سلیقہ اور عروج کا احساس ہوتا ہے، جو اسے دہلی کے سب سے ممتاز اور پسندیدہ مقامات میں شامل کرتا ہے۔

وسنت کنج سیکٹر—اے، کے ایک پر تعیش اپارٹمنٹ کی پہلی منزل پر ایک شاندار بیڈ روم تھا، جہاں سے دہلی کا حسین منظر بالکونی سے صاف دکھائی دے رہا تھا۔ صبح کے دس بجے کا وقت تھا، لیکن کمرے کی خاموشی اور نیم مدھم نارنجی رنگ کی روشنی سے یہ پتا چل رہا تھا کہ رات کا سکون ابھی تک قائم ہے۔ کمرے کی دیواریں گہرے کالے رنگ میں رنگی ہوئی تھیں، جن پر جدید طرز کی پینٹنگز آویزاں تھیں، جو اس کے رہائشی کے ذوق کو نمایاں کر رہی تھیں۔ ایک ایسا ذوق جو سادگی اور جدیدیت کے حسین امتزاج سے جڑا تھا۔ کمرے میں ایک طرف کالے رنگ کا کمپیوٹر ڈیسک (جس میں خوبصورتی سے اور ینج کلر کی لائٹس لگی ہوئیں تھیں) پر ایک لیپ ٹاپ اور کتابوں کا ڈھیر پڑا تھا، جو اس بات کا غماز تھا کہ رہائشی نے رات بھر کام میں غرق ہو کر وقت گزارا تھا۔ نرم روشنی والا فلور لیمپ اور بیڈ پر بکھرا ہوا کمبل اور اُس میں لیٹا ہوا اٹھائیس سالہ وجود تھکن کا اظہار کر رہے تھے، گویا ابھی کچھ وقت پہلے ہی وہ سویا تھا۔

اشیتا ویاس، ایک خوبصورت اور مہنگے لباس میں ملبوس، گھر میں بنے چھوٹے سے مندر سے نکل کر ہال سے آتی ہوئی نظر آئی۔ اس کا لباس اور اس کی شخصیت اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ ایک خوشحال اور مضبوط خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دائیں طرف بنے بیڈ روم کے دروازے تک پہنچی، پھر آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔

بیڈ پر وہ سو رہا تھا، اس کی سانسیں گہری اور آرام دہ تھیں، جیسے رات بھر کے کام کے بعد وہ گہری نیند سو رہا ہو۔ اشیتا کی نظریں اس پر مرکوز ہو گئیں، ان کی آنکھوں میں ایک درد تھا۔ تھکاوٹ کی وجہ سے اس کا چہرہ ماند پڑ چکا تھا، آنکھوں کے نیچے ہلکی سی سیاہی تھی، اور پورا جسم ایک بوجھل سی حالت میں لگ رہا تھا۔ وہ چند لمحوں کے لیے اس کی حالت میں غرق ہو گئیں۔

پھر آگے بڑھ کر صبح کی نیند میں دھنسے ہوئے لڑکے کو جگایا۔ "بیٹا، اٹھو! پوجا کا سمے ہو گیا ہے۔"

اس کی آنکھوں میں جنبش ہوئی اور کہا، "ممی، ابھی تو صبح ہی ہوئی ہے! میں رات بہت دیر تک کام کر رہا تھا۔۔۔، ابھی ہی سویا تھا، اور آپ نے جاگا دیا۔۔۔" اس کی آواز میں نیند کی خماری واضع تھی۔

اشیتا نے نرمی سے کہا، "بیٹا، آج کی پوجا بہت ضروری ہے۔ آپ کی شادی کے لیے رکھی گئی ہے یہ۔"

اس لڑکے نے اونگھتے ہوئے کہا، "ممی، میں کتنا کہوں کہ میرا ابھی شادی کا کوئی ارادہ نہیں۔۔! میں اپنی زندگی سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہوں، اپنے دوستوں کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا ہوں۔ مجھے کچھ اور وقت دیں۔" اس کی آواز میں اب تھوڑی پریشانی بھی تھی۔

اشیتا نے افسوس سے کہا، "بیٹا، تمہاری عمر دیکھو! تمہارے دوستوں کے تو بچے بھی ہیں اور تم ابھی تک شادی سے کتراتے ہو۔ یہ کب تک چلے گا؟ بعد میں تمہیں کوئی ملے گی بھی یا نہیں، یہ بھی تو سوچو!" ان کی آواز میں پریشانی صاف ظاہر تھی۔ وہ اپنے بیٹے کے لیے فکرمند تھیں ۔ایک ایسی فکر جو پچھلے چند سالوں سے ان کے دل کو جلا رہی تھی۔۔۔

اُس لڑکے نے ایک گہری سانس لی اور مذاق میں کہا، "ہاہاہا ممی آپ کا مجھے شادی کے لیے را.جی (راضی) کرنے کا طریقہ تھوڑا پرانا ہو گیا ہے یہ کام نہیں کرے گا مجھ پر تو نئے اپائے ڈھونڈیے۔"

"تم اس بات کو مذاق سمجھ رہے ہو؟" انہوں نے صدمے اور غصے کے ملے جلے تاثرات لیے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"ارے نہیں نہیں ممی ایسا نہیں ہے۔۔۔ چھوڑیں آپ نہیں سمجیں گی۔۔۔۔" اُس نے یہ کہہ کر آنکھیں موند لی۔

"اگر سمجھاؤ گے نہیں کہ کیا وجہ ہے، تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میرے پیارے سے بیٹے کو کیا پریشانی ہے" انہوں نے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر اُس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

اُس نے آنکھیں کھولی اور آہستہ سے، لیکن مضبوطی سے کہا، "ممی، میں سمجھتا ہوں کہ آپ میری شادی کی کتنی فکر مند ہیں، لیکن مجھے اپنا ایک وقت درکار ہے۔ میری نوکری انتہائی

ڈیمانڈنگ ہے۔ میں دن رات کام میں گھرے رہتا ہوں، اکثر ہفتوں تک گھر نہیں آتا۔ میں ایسی زندگی نہیں چاہتا جہاں میں اپنی پتنی کو وہ وقت نہ دے سکوں جس کی وہ یوگیہ (مستحق) ہے۔" اس نے اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں مضبوطی سے جکڑ لیا، جیسے وہ اپنی ہی بے چینی کو قابو میں کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اس کی آواز میں کمزوری آ گئی۔ "ہر کوئی محبت اور وقت چاہتا ہے، ممی۔ مجھے خوف ہے کہ میں اپنی پتنی کو وہ سب کچھ نہیں دے پاؤں گا جو وہ چاہتی ہو۔ میری نوکری میں خطرات بھی ہیں، یہاں کون کون میرا دشمن بن چکا ہے مجھے نہیں پتہ۔۔۔ اور پھر کبھی کبھی مجھے لمبے عرصے کے لیے سفر کرنا پڑتا ہے۔ ایک ایسی زندگی میں، کیا کوئی لڑکی میرے ساتھ خوش رہ سکتی ہے؟ کیا کوئی مجھ سے شادی کرنے کے لیے تیار ہو گی؟ یہ میرے لیے سب سے بڑا ڈر ہے۔" اس کی آنکھوں میں ایک ایسا خوف جھلک رہا تھا، جو اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔ وہ اپنی بے بسی سے جھنجھلا رہا تھا۔

وہ کچھ دیر خاموش رہا، پھر اپنی بات کو جاری رکھا۔اس کی آواز ہلکی سی کانپ رہی تھی۔"آپ کوئی نیا طریقہ سوچیں، ممی۔ میں نے آپ کو میری زندگی کی حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے، اب مجھے مجبور نہ کریں، میں اپنی زندگی کا فیصلہ خود کرنا چاہتا ہوں۔ میں محبت چاہتا ہوں، ایک ایسا رشتہ جہاں دونوں ایک دوسرے کو وقت دے سکیں، ایک دوسرے کو سمجھ سکیں۔ میں جلدی میں شادی نہیں کرنا چاہتا، میں ایک ایسا رشتہ چاہتا ہوں جو زندگی بھر قائم رہے۔"

اس کی باتوں میں ایک ایسی گہری تنہائی تھی جو اس کی خوداعتمادی کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی تھی۔اس کے خوف اور تشویش بے نقاب ہو گئے تھے۔

اشیتا نے گہرا سانس لیا اور کہا"ہاں بیٹا آپ کی تشویش جائز ہے، پر میں چاہتی ہوں کہ جب آپ کام کر کے تھکے ہارے گھر آتے ہیں تو گھر میں آپ کی پتنی ہو آپ کا خیال رکھنے کے لیے۔۔"

اس کی آنکھوں میں کچھ لمحوں کے لیے سنجیدگی کا غلبہ تھا، جیسے وہ حقیقت میں سوچنے لگا ہو، لیکن پھر اچانک اس نے اپنے چہرے پر ایک شوخ سی مسکراہٹ پھیلائی کیونکہ وہ اب اپنی ماں کو اور پریشان نہیں دیکھنا چاہتا تھا، اور مزاق کرتے ہوئے کہا، "او کے ٹھیک ہے۔ آپ کی فکر کا اندازہ ہے مجھے۔۔۔ اُور ویسے بھی ممی اگر آپ کا بیٹا بوڑھا بھی ہو جائے، تب بھی لڑکیاں شادی کے لیے تیار ہوں گی۔۔۔ لکھوائیں مجھ سے یہ۔۔!" اس نے یہ بات ہنستے ہوئے کہی، جیسے اس سنجیدہ موضوع کو ہنسی میں اُڑا دینا چاہتا ہو۔ اس کی بات میں ایسا بے تکلفی اور چھیڑ چھاڑ کا انداز تھا کہ اشیتا بھی لمحے بھر کے لیے مسکرا پڑی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اشیتا نے اپنے بیٹے کو غور سے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک ایسا پیار تھا جو الفاظ سے باہر تھا۔ وہ واقعی بہت سُندر تھا، جیسے بنانے والے نے اس کی ہر و شیشا تا میں ایک خاص نرگسی چمک ڈالی ہو۔ اس کے چہرے کے خطوط، گہری اوشن بلو آنکھوں میں بکھری چمک، اور ہنسی میں ایک ایسی شانتی تھی، جو دل کو بے ساختہ خوشی دے دیتی تھی۔ اور جب وہ ہنستا تھا تو اُس کے بائیں گال پر ڈمپل پڑتا تھا۔۔

پتہ نہیں اس نے یہ حسین چہرہ، یہ دلکش انداز کہاں سے چرایا تھا۔اس کی خوبصورتی نے اشیتا کا دل خوشی سے بھر دیا۔اور پھر، ایک خاموش پراتھنا اس کے دل سے اُٹھی، ایک خفیہ تمنا: بگوان میری عمر کا کچھ حصہ میرے بیٹے کو دے دے، تاکہ وہ ہمیشہ یوں ہی جوان اور خوبصورت رہے۔

"چلیں ممی، آپ اپنی پوجا کرلیں اور مجھے سونے دیں، گڈ نائٹ، اور یہ لائٹ بند کرتے جائیے گا،" بھاویش نے ہنستے ہوئے کہا، اور کمبل میں مزید گھس کر اپنی آنکھیں بند کر دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اشیتا نے بیٹے کی بات پر سر ہلایا، اور اس کے لبوں پر ایک نرم سی مسکراہٹ تھی۔وہ باہر کی طرف مڑی اور دروازے کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے ایسا لگا جیسے اس نے دل میں ایک سرگوشی کی ہو، "اس کا کچھ نہیں بن سکتا..." پھر وہ دھیرے دھیرے کمرے سے باہر نکل ائیں، اور دروازہ بند کرنے سے پہلے ایک آخری نظر اپنے بیٹے پر ڈالی، جیسے ان کے دل میں اس کی بے فکری کے باوجود ایک نہ ختم ہونے والی محبت اور فکر چھپی ہو۔

ان کے جاتے ہی اس نے اپنی آنکھیں کھولی، اوشن بلو آنکھوں میں ایک گہرا قرب تھا۔ ایک ایسا قرب جو دھندلے ہوئے خوابوں کی طرح دھیمی روشنی میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ اپنی ماں کو یہ نہیں بتا پایا تھا کہ وہ اصل میں شادی کیوں نہیں کرنا چاہتا۔ یہ کوئی معمولی ضد نہیں تھی، کوئی بچگانہ مزاج کا اظہار نہیں تھا۔ یہ ایک ایسا خوف تھا جو اس کے وجود میں گہرائیوں تک جڑا ہوا تھا، ایک ایسا خوف جو ہر خوشی کو چھین کر تنہائی کی تاریکی میں ڈبو دیتا تھا۔ وہ اس شادی نام کے رشتے سے ڈرتا تھا، اس بندان سے جو آزادی کو قید کر دیتا تھا، جو روح کو سنگِ مرمر کی طرح جماد بنا دیتا تھا۔

یہ کوئی معمولی خوف نہیں، بلکہ ایک ایسا گہرا زخم تھا جو اس کی روح کو کھوکھلا کر رہا تھا۔ اس نے ایسا کچھ دیکھا تھا، ایسا کچھ جیا تھا جس نے اسے ہمیشہ کے لیے تنہائی کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ اپنی زندگی میں کسی کو شامل کرنے سے ڈرتا تھا، کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ وہ اپنا یہ راز کسی کے ساتھ نہیں بانٹ سکتا۔ یہ راز اس کی آنکھوں میں دفن تھا، ایک ایسی داستان جو خاموشی میں ہی زندہ رہ سکتی تھی۔۔۔

کراچی:

شاہ فیصل ٹاؤن کے اس خوبصورت گھر کی دو منزلیں تھیں، اور ہر کمرہ ایک الگ ہی کہانی سناتا تھا۔ پہلی منزل پر ایک وسیع ہال تھا جو پورے گھر کا مرکز تھا۔ جہاں نرم قالین اور آرام دہ فرنیچر تھا صوفہ اور کرسیاں ترتیب سے پڑی تھیں۔ ہال کے ساتھ ایک کمرہ مہمانوں کے لیے مخصوص تھا، جس میں بس ضرورت کا سامان جیسے بیڈ، ایک الماری اور صوفہ رکھا ہوا تھا، جس میں سادہ سی سجاوٹ تھی۔ ہال کے ایک طرف لڑکی کا کمرہ تھا، جہاں وہ بیٹھی کچھ لکھتی ہوئی نظر آئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ماں ناہید بیگم کا کمرہ تھا، جو سادگی اور سکون کی مثال تھا، اور کچن بھی اسی منزل پر تھا، جہاں ہر چیز سلیقے سے رکھی ہوئی تھی۔

دوسری منزل پر سیڑھیاں چڑھ کر ایک ہی کمرہ تھا، جو کہ کامران کا تھا۔ یہ کمرہ بھی باقیوں کی طرح بالکل سادہ سا تھا، اس کمرے کی کھڑکی سے باہر کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا، جیسے وہ ہمیشہ اپنی دنیا سے جڑا رہنا چاہتا ہو۔

Clubb for Quality Content

اس گھر کی ہر دیوار اور کمرہ اپنی الگ کہانی سناتا تھا، ایک خوبصورت ترتیب میں جڑا ہوا، نیز یہ گھر نہ اتنا بڑا تھا اور نہ ہی اتنا چھوٹا پر یہ وہ جگہ تھی جہاں سکون اور محبت کا رنگ ہر جگہ بکھرا تھا۔

اس کا کمرہ سادہ اور خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ دیواریں ہلکے نیلے رنگ کی تھیں اور جامنی رنگ کی کچھ پینٹنگز لگی ہوئی تھیں۔ ایک بڑی کھڑکی سے باہر کا منظر نظر آرہا تھا۔ بیڈ کے قریب لکڑی کی میز پر جرنلزم کی کچھ کتابیں، کاغذ کی ایک شیٹ (جو کہ کسی نیوز چینل کا فارم معلوم ہوتا ہے) اور ایک چمچماتا قلم رکھا تھا (جو کے اسے اس کے بھائی نے گفٹ کیا تھا) جس سے وہ فارم بھر رہی تھی۔

فون کی تیز آواز نے نوال کو جھنجھوڑ کر اس کے خیالات سے جگا دیا۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھی اس نے فوراً ہی اپنے تیز قدموں کی آواز کو دباتے ہوئے فون اٹھایا۔ دوسری جانب سے شہریار کا غصہ بھرا لہجہ گونجا: "میکرو کیفے آؤ ابھی کے ابھی۔۔۔ اور دیر ہوئی تو پھر... تم خود سمجھ جاؤ کہ تمھارے ساتھ کیا ہوگا۔۔ !!"

Clubb of Quality Content

کوئی سلام، دعا نہیں تھی، صرف ایک خوفناک حکم صادر کیا گیا تھا۔نوال نے فون کان سے ہٹایا، حیرت سے اپنی پلکیں جھپکائی کہ "یہ ابھی ابھی اُس کے ساتھ اچانک کیا ہوا ہے۔۔" خیر وہ جلدی سے اپنا بیگ اٹھا کر گھر سے نکل آئی۔کیفے کا راستہ اس کے گھر سے پانچ منٹ کی دوری پر تھا تو وہ بیدل ہی کیفے کی طرف چل پڑی۔

کیفے کا حسن نوال کی پریشانی بھری کیفیت کا بالکل برعکس تھا۔روشنی کی نرم چمک، دیواروں پر لگی حسین پینٹنگز، کھلی ہوئی کھڑکیوں سے جھانکتا دلکش منظر، اور تازہ کافی، کیک اور بیکڈ گڈز کی میٹھی خوشبو، سب کچھ ایک خوبصورت منظر نامہ تشکیل دے رہا تھا۔لیکن نوال کی آنکھوں میں غمگینی کا سایہ چھایا ہوا تھا۔اس کے ہاتھ بے چین تھے، اور وہ بار بار اپنی انگلیوں کو گھما رہی تھی۔اس کے بال بھی بے ترتیب تھے، گویا جلدی میں اس نے اپنی ظاہری شکل کی پرواہ نہیں کی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شیری اس کے مقابلے میں ایک ٹھنڈے پانی کی طرح تھا۔اس کا چہرہ غصے سے بھرا ہوا تھا، مگر ایک ایسا غصہ جو جیسے بے پرواہی کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھا۔وہ آرام سے کرسی پر جھکا بیٹھا تھا، ایک ہاتھ میں کافی کا کپ، دوسرا ہاتھ ٹیبل پر ٹکا ہوا۔اس کی نظریں نوال پر تھیں، لیکن ان میں کوئی شدت یا فکر نہیں، صرف ایک سرد مشاہدہ تھا۔

صبح کا وقت تھا تو کیفے بالکل خالی تھا، ہلکی پھلکی موسیقی کے باوجود، کیفے کی خاموشی بے حد گہری اور دباؤ والی تھی۔نوال کی بے چینی اور شیری کی بے پرواہی، ان دونوں کی متضاد کیفیتوں نے کیفے میں ایک ایسا کشیدہ ماحول پیدا کر دیا تھا جو ہر چیز میں سرایت کر گیا تھا۔یہ خاموشی ایک طوفان سے پہلے کی خاموشی کی طرح تھی، ایک ایسا سکوت جو قریب آنے والی آندھی کا پیش خیمہ تھا۔

شہریار نے کمرے کی خاموشی کو توڑا اور غصے سے نوال کی طرف دیکھتے ہوئے بولا، "نوال، یہ کیا بتمیزی ہے؟" اس کی آواز میں غصہ تھا، اور وہ اس بات کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں تھا کہ اس کی منگیتر کوئی بھی کسی بھی قسم کی نوکری کرے۔۔۔۔

نوال نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے جواب دیا، "اب کیا کر دیا میں نے؟ مجھے کچھ یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کچھ کیا ہو۔" اس نے کندھے اچکا دیے، جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ "اور تم نے جیسے مجھے کال کر کے بلایا ہے اُسے باتمیزی کہتے ہیں۔" اس نے ہمت کرتے ہوئے اور اب کی بار بغیر گھبرائے ہوئے یہ سب کہہ ڈالا تھا، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر آج ابھی وہ خاموش رہی تو اپنے لیے کبھی سٹینڈ نہیں لے پائے گی۔۔۔

شہریار کا غصہ بڑھ گیا، "تمہیں کچھ پتہ بھی ہے یا بس ہمیشہ لاپرواہ رہنا ہے؟ اور تمہاری حرکتیں ہی ایسی ہیں کہ سیدھے منہ تمھارے ساتھ بات نہیں کی جا سکتی۔۔۔۔" وہ غرایا اور اس کی آنکھوں میں غصہ واضح تھا۔

اس نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا جیسے غصّہ کم کر رہا ہو پھر ایک گہری سانس لی اور اُس سے مخاطب ہوا، "دیکھو نوال، پہلے ہی میں تمہاری پڑھائی مکمل ہونے کا انتظار کر رہا تھا کہ جب تمہاری پڑھائی ختم ہو تو ہماری شادی کی بات آگے بڑھے لیکن اب تم کہہ رہی ہو کہ تمہیں نوکری کرنی ہے اور اس کے لیے وقت چاہیے؟ تمہارا یہ سارا طریقہ بتمیزی اور بکواس نہیں تو اور کیا ہے؟" اس کے الفاظ سخت اور براہ راست تھے، جیسے وہ اپنی ہر بات کے لیے ایک حد طے کرنا چاہتا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نوال نے کچھ دیر سوچا اس کی آنکھوں میں ایک چمک در آئی اور پھر فوراً بولی، "شیری، اسے بتمیزی نہیں، سیلف انڈیپینڈنٹ وومن کہتے ہیں۔" اس کی آواز میں گہرائی تھی، اور وہ اپنے فیصلے پر پختہ تھی۔

شہر یار نے ایک طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا، "تمہیں کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟ سب کچھ تو ہمارے پاس ہے، نہیں تمہیں بھوکا سونے دیتے ہم۔۔۔"اس کے الفاظ میں تضحیک تھی، لیکن نوال کا ردعمل بالکل مختلف تھا۔

نوال نے غصے سے کہا، "شیری، تم اوورری ایکٹ کیوں کر رہے ہو؟ اب کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ پہلے تو تم نے بڑے وعدے اور دعوے کیے تھے کہ تمہارا ہر معاملے میں ساتھ دوں گا یہ کروں گا وہ کروں گا اور اب۔۔۔۔!!؟؟؟ اور اب تم ان سب باتوں سے مکر رہے ہو۔۔"

"نوال، میں اوورری ایکٹ کر رہا ہوں۔۔۔؟ میں۔۔۔۔؟ اور میں اپنی باتوں سے مکر رہا ہوں۔۔؟؟" شہر یار کی آواز میں غصہ تھا، اور وہ اس کے سامنے کھڑا تھا، جیسے کوئی طوفان اٹھا رہا ہو۔ اس کی نظریں اس پر پڑیں، جیسے وہ اُسے چھلنی کر دینا چاہتا ہو۔

"ہاں، اور تم تنگ نظر بھی بن رہے ہو۔۔!" نوال نے بے خوف ہو کر کہا، اور اس کے دل میں ایک ایسی ہمت تھی جو اسے اپنی حقیقت کا دفاع کرنے کی طاقت دے رہی تھی۔

شہریار نے غصے میں کہا، "مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو۔ یہ میری عزت کا سوال ہے۔ میری غیرت گوارہ نہیں کرتی کہ شہریار خان کی بیوی دو ٹکے کی نوکری کرے اور دردر کی ٹھوکریں کھائے۔۔۔" اس کی آواز میں غصہ، ریشانی اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات تھے، جیسے وہ اپنے خاندان کے روایات کو تھامے ہوئے ہو، اور نوال کے فیصلے سے وہ ہل کر رہ گیا ہو۔

"بس تمہاری عزت؟ اور جو میرے خواب ہیں، اُن کا کیا؟ شہریار؟" نوال کی آواز میں تلخی تھی، اور وہ اس کی باتوں سے جلن محسوس کر رہی تھی۔ "شیری، تمہیں کیا لگتا ہے؟ کیا تمہارے لیے صرف تمہاری عزت اور خاندان کی روایات ہی اہم ہیں؟ تم نے کبھی میرے خوابوں کے بارے میں سوچا؟"

اس نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے مزید کہا "میں ایک آزاد خیال لڑکی ہوں، اور میں یہ نہیں چاہتی کہ میں صرف تمہاری مدد پر انحصار کروں۔ مجھے اپنی مالی آزادی چاہیے، اپنی

شناخت چاہیے۔ میں گھر اور باہر دونوں کاموں کو منظم کر لوں گی۔" نوال نے اتنی شدت سے کہا کہ اُس کا ہر لفظ جاندار محسوس ہوا۔ اس کی آواز میں ایک عزم تھا، جو شہریار کے دل تک گہرائی میں اُتر رہا تھا۔

شہریار نے ہنک کر کہا، "لیکن تمہاری ہر ضرورت پوری کرنے کے لیے سب کچھ تو میرے پاس ہے۔ پھر یہ نوکری... کیا ضرورت ہے اس کی؟" اس کی آواز میں تھوڑی سی بے بسی تھی، جیسے وہ نہ سمجھ پا رہا ہو کہ آخر نوال کو اس کی مدد کی ضرورت کیوں نہیں۔ اور وہ اس پر انحصار کیوں نہیں کر رہی۔ بات اب اس کی انا پر آگئی تھی۔۔۔

"شیری، ضرورت یہ ہے کہ مجھے اپنی قابلیت پر اعتماد ہو، کہ میں خود کچھ کر سکوں۔ یہ صرف پیسوں کی بات نہیں ہے، یہ میرے اعتماد اور خود اعتمادی کا معاملہ ہے۔" نوال کی آواز میں عزم تھا اور وہ بہت واضح طور پر اپنی بات کہہ رہی تھی۔ "میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں،

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اپنی شناخت کھو دوں۔"اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک تھی جو شہریار کو چیلنج کر رہی تھی۔

"مجھے اپنی الگ پہچان چاہیے۔میں چاہتی ہوں کہ اپنے کام سے جانی جاؤں نہ کہ تمہارے نام سے۔۔۔"نوال نے اس کے ساتھ ایک آخری بار آنکھوں میں جھانک کر کہا، جیسے یہ جملہ اس کی آزادی اور خودمختاری کی مکمل علامت ہو۔

شہریار کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اُس کی آنکھوں میں غصے کے ساتھ ساتھ مایوسی بھی تھی۔اس نے نوال سے کہا، "تمہیں اپنا فیصلہ بدلنا ہو گا، ورنہ اس رشتے کو بھول جاؤ۔"اس کے لہجے میں سختی تھی، وہ اس ایک جملے کے ساتھ وہ نوال پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا، جیسے وہ اسے فیصلہ بدلنے کے لیے مجبور کرنا چاہتا ہو۔وہ چاہتا تھا کہ نوال اس کے دائرے میں آجائے، مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا یہ دباؤ شاید ان دونوں کو مزید دوری کی طرف لے جائے گا۔

شہریار کے یہ کہنے کے بعد نوال نے ایک لمبا سانس ہوا میں خارج کرتے ہوئے وہاں سے واک آؤٹ کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک آخری نظر شہریار پر ڈالی۔ پھر وہ بغیر کچھ کہے وہاں سے چل پڑی۔ اس کا چہرہ پُرامن تھا، لیکن اس کے دل میں ایک طوفان مچ چکا تھا، یہ فیصلہ اس کی زندگی میں ایک نیا موڑ لانے والا تھا۔ مگر وہ جانتی تھی کہ "یہ صرف ایک آغاز ہے، ایک نئی راہ کی طرف قدم بڑھانے کا آغاز، جس میں بے شمار چیلنجز اور آزمائشیں منتظر ہوں گی۔۔۔"

شہریار اپنے غصے کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہا تھا، مگر اس کی نظریں اب بھی ساکت تھیں اور دل میں ایک گہری بے چینی پھیل چکی تھی۔ وہ خاموشی سے اپنے اندر کی کشمکش سے لڑ رہا تھا، جیسے نوال کے فیصلے نے اسے اپنے خاندان کی روایات اور اپنے جذبات کے درمیان پھنسے ہوئے چھوڑ دیا ہو۔ اس نے دل میں سوچا، "یہ چڑیا بہت زیادہ اڑنے لگ گئی ہے، اب اس کے پر اس کے اپنے انداز میں کاٹنے پڑیں گے۔" پھر وہ بھی کیفے سے باہر نکل آیا، اور اس کی نظریں چمک رہی تھیں، جیسے وہ نوال سے انتقام لینے کی کسی سوچی سمجھی حکمت عملی پر عمل

کرنے جا رہا ہو۔ اس کے دل میں ایک بے چینی تھی، اور وہ جانتا تھا کہ یہ کشمکش صرف ایک فیصلہ کن موڑ کی طرف جا رہی ہے، جس کا اثر دونوں کی زندگیوں پر گہرے انداز میں پڑے گا۔

جاری ہے---------

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842